پانچواں مَرثیہ عنوان **طاقت**

مطلع : طَاقتِ حَرفِ سُخَن آج دِکھانا ہے مجُھے

بند:۸۶

تصنیف:۱۹۹۴ء

تخت و جاہ و حشم نہیں رکھتے
پھر بھی گردن کو خم نہیں رکھتے
ہم نے جینا علیؑ سے سیکھا ہے
موت کا خوف ہم نہیں رکھتے

۱

طاقتِ حرفِ سخن آج دکھانا ہے مجھے
سال بھر بعد اُسی راہ پہ جانا ہے مجھے
اک چراغ اور عقیدت کا جلانا ہے مجھے
پانچواں مرثیہ اِس سال سنانا ہے مجھے
آج پھر راہ روِ جادۂ دشوار ہوں میں
اہلِ مجلس سے دُعاؤں کا طلب گار ہوں میں

۲

صاف و سادہ ہو بیاں ، ایسی سلاست آئے
لفظ سنجیدہ ہوں ، لہجہ میں متانت آئے
قالبِ شعر میں اعجازِ فصاحت آئے
سَیلِ افکار میں ابلاغ کی طاقت آئے
سرنگوں وقت کی برگشتہ جبینیں ہوجائیں
اتنا پانی ہو کہ سیراب زمینیں ہوجائیں

۳

طائرِ فکر کو پرواز کی طاقت مل جائے
اس سخن سے مجھے جینے کی بشارت مل جائے
پیکرِ شعر کو ایسا قد و قامت مل جائے
سب ہوں صف بستہ اسے اذنِ امامت مل جائے
ہیچ ہوجائے یہیں طبل و علم کی طاقت
بند ذہنوں پہ بھی کھل جائے قلم کی طاقت

۴

یاد آئی مجھے اک ساعت قِرطاس و قلم
جانے والے کو ہوئی رغبتِ قرطاس و قلم
چند ذہنوں پہ جو تھی ہیبتِ قِرطاس و قلم
سامنے آنے نہ دی صورتِ قرطاس و قلم
اسی صورت سے یہ منظر پسِ منظر نکلا
ہم نشیں باعثِ توہینِ پیمبرؑ نکلا

۵

اے قلم فکر کو الفاظ کی پوشاک تو دے
ایسی پوشاک جو مضمون کا ادراک تو دے
ایسا ادراک جو احساس کو خوراک تو دے
سُرمۂ خاکِ درِ پنجتن پاک تو دے
چشمِ بینا میں دوبالا ہو نظر کی طاقت
ظلمتِ شب میں نظر آئے سحر کی طاقت

۶

خُفتہ احساس جگانا ہیں سنو ، اے باقرؔ!
ہوچکا بس بہت آرام ، اُٹھو اے باقرؔ!
مرثیہ فکر کی طاقت سے لکھو ، اے باقرؔ!
ضعف مصرعوں میں ذرا سا بھی نہ ہو، اے باقرؔ!
جس کا کم زور سہارا ہو وہ حاوی ہے ضعیف
ضُعف ہو جس کی حدیثوں مین وہ راوی ہے ضعیف

۷

فرش سے اُٹھ کے جو میں برسَرِ منبر آیا
گردشِ وقت کو اس اوج سے چکّر آیا
رشک کرنے کو سکندر کا مقدر آیا
غلغلہ تھا کہ غُلامِ شۂِ قنبر آیا
کس میں ہمّت ہے کہ اِس ذکر کا رستہ روکے
کس میں طاقت ہے کہ اِس فکر کا رستہ روکے

۸

کوئی منظر جو نگاہوں سے گزرتا ہے مِرے
افقِ ذہن پہ سورج سا اُبھرتا ہے مِرے
شعر الہام ہے جو دل پہ اترتا ہے مِرے
ڈھل کے الفاظ میں ہونٹوں پہ سنورتا ہے مِرے
اور بڑھ جاتی ہے جب طبعِ رسا کی طاقت
مرثیے نظم میں لاتی ہے وِلا کی طاقت

۹

اہلِ طاقت کو ہوا کرتا ہے طاقت کا خُمار
جیسے اربابِ حکومت کو حکومت کا خمار
کثرتِ مال سے ہو جاتا ہے دولت کا خُمار
اور ہوتا ہے مگر حق و صداقت کا خمار
صدق گوئی روشِ جرأتِ گفتار ملے
جس کو گردِ قدمِ میثمِ تمّار ملے

۱۰

ایک طاقت ہے مگر اُس کے نشانے لاکھوں
آئینہ ایک مگر آئینہ خانے لاکھوں
قصّے طاقت کے نئے اور پرانے لاکھوں
جزوِ تاریخ ہیں طاقت کے فسانے لاکھوں
دَمِ عیسیٰ کہیں موسیٰ کا عصا ہوتی ہے
حق کی طاقت سے یہی وصفِ خدا ہوتی ہے

۱۱

وہ قوی خود ہے تو تنکے کو بھی قوت دی ہے
زیرِ آب آ کے اُبھرنے کی بصیرت دی ہے
زورِ طوفاں سے حفاظت کی ضمانت دی ہے
کیسے بے وزن کو کس وزن کی طاقت دی ہے
کِتنے طوفاں ہیں جو آتے ہیں گذر جاتے ہیں
یہی تنکے تو سَرِ آب ٹھہر جاتے ہیں

۱۲

اک پیمبر سے جو دنیا نے لڑائی طاقت
میرے معبود کو اک آنکھ نہ بھائی طاقت
بیٹا پربت پہ گیا ہوگئی رائی طاقت
الاماں جوش میں آئی جو خُدائی طاقت
ایک کشتی ہی فقط زیست کا عنوان بنی
وہ بھی طاقت ہی تھی جو نوحؑ کا طوفان بنی

۱۳

متعجب ، متحیر ، متلاطم طاقت
متناسب ، متواتر ، متحکم طاقت
متعصب ، متنفر ، متصادم طاقت
متحارب ، متکبر ، متخاصم طاقت
ہاتھ ظالم کے جو لگ جائے تو اندھی ہو جائے
دستِ حق کوش میں پہنچے تو خمینی ہو جائے

۱۴

شورِ طوفان و تلاطم میں کنارہ بھی یہی
موجِ ہستی بھی یہی ، موت کا دھارا بھی یہی
چشمِ بینا کے لیے آنکھ کا تارا بھی یہی
دَہرِ بے مہر میں جینے کا سہارا بھی یہی
کہیں پتھر ، کہیں چاندی ، کہیں سونا طاقت
اہلِ طاقت سے بھی منواتی ہے لوہا طاقت

۱۵

دستِ قانون میں ہے دار و رسن کی طاقت
دشت میں دوڑتی پھرتی ہے ہرن کی طاقت
شام و ایران کی ہے ، مصر و یمن کی طاقت
مُنحَصِر حُبِ وطن پر ہے وطن کی طاقت
قابلِ رشک ہے ایمان کی طاقت دیکھو
دیکھنا ہو تو سلیمان کی طاقت دیکھو

۱۶

سارے عالم میں تھی مشہور حکومت اِن کی
سارے اطراف میں پھیلی تھی ریاست اِن کی
ساری دنیا میں جو دولت تھی ، وہ دولت اِن کی
سانس لیتے ہوئے ہر جسم پہ قدرت ان کی
جال ہر قسم کی آواز کے بُن لیتے تھے
وہ سماعت کہ صدا چیونٹی کی سُن لیتے تھے

۱۷

لطف و احساں ہوئے احسان و عنایت کا جواب
ہجر ہوتا نہیں تسکینِ رفاقت کا جواب
کبھی تکلیف نہیں ہوتی ہے راحت کا جواب
صرف طاقت ہی ہوا کرتی ہے طاقت کا جواب
پیشِ فرعون بنے حضرتِ موسیٰؑ طاقت
دستِ موسیٰؑ میں عصا اور یدِ بیضا طاقت

۱۸

دین کی ہوتی ہے ، ہوتی ہے دَھرم کی طاقت
صبر کی ، شُکر کی اور ظلم و ستم کی طاقت
ہے مسرت کی بھی طاقت جو ہے غم کی طاقت
سامنے سچ کے ہے کیا جھوٹی قسم کی طاقت
بے یقینی ہو تو اوہام بھی طاقت بن جائیں
بُت پرستی ہو تو اصنام بھی طاقت بن جائیں

۱۹

گھُپ اندھیرا ہو تو اک شمع کی لَو بھی طاقت
کِشتِ شب رنگ سے اک پھوٹتی پَو بھی طاقت
بات اعداد کی گر ہو تو ہے نو بھی طاقت
کھیل کوڑی کا جو کھیلو تو ہے پو بھی طاقت
دس گُنی سیڑھیاں گنتی میں جو چڑھ جاتی ہے
طاقتِ صفر سب اعداد سے بڑھ جاتی ہے

۲۰

کچھ بھی ممکن نہیں ہوتا کبھی طاقت کے بغیر
کان سنتے ہی نہیں تابِ سماعت کے بغیر
دل تڑپتا ہی نہیں دردِ محبت کے بغیر
کام چلتا ہی نہیں گردشِ دولت کے بغیر
سیر ہے جس کا سوا سیر، ہے دھَن کی طاقت
کبھی رَتی میں سما جاتی ہے مَن کی طاقت

۲۱

جس قدر علم ہو، بڑھتی ہے فضیلت اُتنی
علم جتنا بڑھے، بڑھتی ہے بصیرت اُتنی
خرچ جتنا کرو، بڑھتی ہے یہ دولت اُتنی
جتنا حاصل کرو، بڑھتی ہے ضرورت اُتنی
علم کے در پہ ہر اک دستِ سوال آتا ہے
اور زر و مال کی دولت پہ زوال آتا ہے

۲۲

ہَر بُن موئے بدن میں ہے ، بدن کی طاقت
تن کی طاقت سے سِوا ہوتی ہے من کی طاقت
شعر لکھواتی ہے شاعر سے سخن کی طاقت
جیسے فن کار کے وِجدان میں فن کی طاقت
طاقتِ فن ہو جسے ماہرِ فن ہوتا ہے
اپنے ماحول میں سورج کی کرن ہوتا ہے

۲۳

رونقِ ارض و سما ، ارض و سما کی طاقت
لازمِ کلمۂ توحید ہے ، لا کی طاقت
ہیبت و دبدبۂ و ظلم و جفا کی طاقت
بڑی سرکش ہے مگر حُبِ اَنا کی طاقت
ایک سجدے کا جو انکار کرا دیتی ہے
ایک پل میں اُسے شیطان بنا دیتی ہے

۲۴

ہے مُسبِّب یہی ہر شے کی بہ فیضِ اسباب
طاقت جوشِ نمو ، روز کھلاتی ہے گلاب
ہر قدم ساتھ ہے طفلی ہو کہ پیری کہ شباب
یہ وہ دریا ہے کہ ہے جس سے زمانہ سیراب
مقتلِ جاں میں لیے خون کی دھاریں طاقت
گلشنِ دَہر میں لاتی ہے بہاریں طاقت

۲۵

روح کی طرح ہر اک شے میں رواں ہے طاقت
صَرف طاقت کا عیاں ہے پہ نہاں ہے طاقت
دَینِ اللہ کی ہے ، حق کا نشاں ہے طاقت
زندگی بھی وہیں ہوتی ہے جہاں ہے طاقت
مَلک الموت کی صورت میں جب آ جاتی ہے
کتنے فرعونوں کو مٹی میں ملا جاتی ہے

۲۶

صبر اک وار سے جب دستِ ستم توڑتا ہے
سطوتِ سلطنت و جاہ و حشم توڑتا ہے
آگے بڑھتے ہوئے ظالم کے قدم توڑتا ہے
ظلم ، مظلوم کے قدموں ہی میں دم توڑتا ہے
دستِ جابر میں اگر جبر کی طاقت ہے بہت
دلِ مظلوم میں بھی صبر کی طاقت ہے بہت

۲۷

سب نے دیکھی ہے دواؤں میں شِفا کی طاقت
سب سمجھتے ہیں یتیموں کی دُعا کی طاقت
رنگ دکھلاتی ہے خونِ شہدا کی طاقت
کربِ مظلوم میں ہوتی ہے بَلا کی طاقت
کسی مظلوم سے جب تحفۂ جاں مانگتی ہے
طاقتِ ظلم بھی پھر جاں کی اماں مانگتی ہے

۲۸

اس کی تعلیم سے اخلاق نے سیکھے آداب
اس کی مٹی سے ہیں تہذیب و تمدن کے گُلاب
اس کے پانی سے ہے ہر چہرۂ گل رنگ پہ آب
رقص و آہنگِ غزل شعر و سخن چنگ و رباب
راگ ایسا ہے کہ ہر ایک یہ دُھن گاتا ہے
اک زمانہ ہے کہ طاقت ہی کے گُن گاتا ہے

۲۹

جانے کتنے ہیں صَدَف جن میں ہیں گوہر پنہاں
کتنی دولت ہے کہ رکھتے ہیں سمندر پنہاں
ذرۂ خاک میں طاقت کے ہیں جوہر پنہاں
چشمِ انساں سے ہیں کتنے مہ و اختر پنہاں
اتنے پردے ہیں ، کوئی چاک نہیں کرسکتا
ذہن انسان کا ادراک نہیں کرسکتا

۳۰

حق کی بخشی ہوئی توفیق کی طاقت دیکھو
مبدَ فیض میں تحقیق کی طاقت دیکھو
علم سے علم کی تصدیق کی طاقت دیکھو
بزمِ افکار میں تخلیق کی طاقت دیکھو
دانش و علم و فراست ہی کے نام آتی ہے
یہ وہ طاقت ہے جو مخلوق کے کام آتی ہے

۳۱

زور ہو زر کا جہاں ذکرِ ابوذرؓ ، طاقت
دَل پہ فوجوں کے جو چھا جائیں بہتّر طاقت
پیشِ سلطان کوئی مردِ قلندر ، طاقت
زَد پہ تلواروں کی سوئے سَرِ بستر ، طاقت
نیند آجائے تو طاقت وہیں سونا بن جائے
اور گہوارے میں اژدر بھی کھلونا بن جائے

۳۲

کیا کہیں ، حق سے ملی ہے انہیں کیسی طاقت
ہو جہاں جیسی ضرورت وہاں ویسی طاقت
طاقتیں لرزہ براندام ہیں ایسی طاقت
زیر ہے چاہے مقابل پہ ہو جیسی طاقت
یہ وہ ہیں جن کے لیے حق سے حُسام آتی ہے
ان کی طاقت ہے جو اللہ کے کام آتی ہے

۳۳

ساری خلقت کی زباں پر ہے فسانہ ان کا
بے خطا ہے جو نشانہ وہ نشانہ اِن کا
مظہر زورِ الٰہی ہے تو شانہ اِن کا
کُن سے پہلے کا زمانہ بھی زمانہ ان کا
ان کی توثیق سے توفیق ہوئی ہے طاقت
بس انہیں کے لیے تخلیق ہوئی ہے طاقت

۳۴

ہر خزانے سے جُدا ان کے خزانے کا وقار
ہر فسانے سے سوا ان کے فسانے کا وقار
کس گھرانے کو ملا ان کے گھرانے کا وقار
ان سے باقی ہے زمانے میں زمانے کا وقار
راس اسلام کو آئی نہ کسی کی طاقت
درِ خیبر سے کھلی نادِ علیؑ کی طاقت

۳۵

دستگیری میں کوئی صاحبِ قنبر سا کہاں
جاں فروشی میں کوئی مالک اُشتر سا کہاں
ساری دنیا میں کوئی ان کے برابر سا کہاں
صدق گوئی میں کہیں کوئی ابوذر سا کہاں
بڑھ کے یوں حق و صداقت کا علم کھول دیا
حاکم شام کی سطوت کا بھرم کھول دیا

۳۶

چشمِ تخئیل میں طاقت کے جو منظر آئے
دستِ معصوم پہ حق گوئی کو کنکر آئے
خانۂ حق میں ابابیلوں کے لشکر آئے
دَر بنا کعبہ کی دیوار میں ، حیدرؑ آئے
میرے مولا کو نصیری جو خدا کہتے ہیں
طاقتِ جوشِ عقیدت سے سوا کہتے ہیں

۳۷

کُل ایمان ہیں طاقت کا ٹھکانا کیا ہے
ایک مرضیِ خدا اور خزانہ کیا ہے
طاقتِ کفر نے آخر انہیں جانا کیا ہے
نصرتِ حق میں انہیں خون بہانا کیا ہے
اپنے خوں سے رہ ایثار بنادیتے ہیں
دشتِ بے آب کو گلزار بنادیتے ہیں

۳۸

پاپ سے ہے تو کہیں پُن سے ہے دُنیا آباد
رنگ تہذیب و تمدن سے ہے دُنیا آباد
راہِ تسلیم و تعاون سے ہے دُنیا آباد
صرف طاقت کے توازن سے ہے دُنیا آباد
بات کرنے کا بھی پھر اور ہی ڈھب ہوتا ہے
بگڑے طاقت کا توازن تو غضب ہوتا ہے

۳۹

زیب دیتا نہیں انسان کو طاقت کا گھمنڈ
ضائع کرتا ہے عبادت کو عبادت کا گھمنڈ
سَر میں ہوتا ہے امیروں کے امارت کا گھمنڈ
بادشاہوں کو رعایا پہ حکومت کا گھمنڈ
ظالم و مُستبد و اہلِ جفا بنتے ہیں
اور بڑھ جائے رعونت تو خدا بنتے ہیں

۴۰

یا الٰہی کسی کم ظرف کو طاقت نہ ملے
کسی ظالم کو زمانے کی قیادت نہ ملے
فکرِ منفی کو کبھی علم و فراست نہ ملے
رایت و منصب و جاگیر و ریاست نہ ملے
نیزہ ہے تیغ ہے سیفی ہے چھری ہے طاقت
ہو بُرا جس کا نتیجہ، وہ بُری ہے طاقت

۴۱

جہل کا کام بھی دیتی ہے قلم کی طاقت
تابکاری کی شعاعوں میں ہے سم کی طاقت
ہر گھڑی بڑھتی ہی جاتی ہے ستم کی طاقت
خاک کے ذرے سے بن جاتی ہے بم کی طاقت
اوجِ افلاک سے تا مسکنِ ماہی دیکھو
صَرف طاقت کا غلط ہو تو تباہی دیکھو

۴۲

دوست کوئی نہیں دشمن بھی ہے عیار بہت
ایک ہی ہاتھ میں دولت کے ہیں انبار بہت
اہلِ جمہور میں شاہوں کے طرف دار بہت
بکنے والے ہوں ضمیروں کے خریدار بہت
کچھ تو قبضہ میں رکھیں اپنی ضرورت کے لیے
جتنی طاقت ہے وہ شاہوں کی حفاظت کے لیے

۴۳

پاپ اس طرح سے کرتے ہیں کہ ہو پُن جیسے
دولت اتنی کہ برستا ہو کوئی ہُن جیسے
ساری دنیا کی انہیں رہتی ہے دُھن گُن جیسے
ان کی طاقت ہے کہ گنجے کے ہوں ناخن جیسے
جو جہاں بھی ہے سِوا اس سے سوا ہیں گویا
بات کرتے ہیں تو ایسے کہ خُدا ہیں گویا

۴۴

زَعمِ طاقت جو ہے ہر وقت کے شیطانوں میں
ظلم ہی ظلم تو ہے ظلم کے ایوانوں میں
کچھ درندے بھی ہیں موجود جو انسانوں میں
یہی قانون ہے جنگل میں بیابانوں میں
زور جنگل کا مکیں اس طرح دکھلاتا ہے
جو قوی ہوتا ہے کمزور کو کھاجاتا ہے

۴۵

آپ انسان ہیں دنیا کو بتاتے چلیے
اپنے افکار کی شمعوں کو جلاتے چلیے
آنے والوں کے لیے راہ بناتے چلیے
راہ میں آئے جو دیوار گراتے چلیے
ہم پہ کیوں شام و سحر کُفر کی یلغاریں ہیں
جس طرف دیکھیے اُٹھتی ہوئی تلواریں ہیں

۴۶

صاحبِ طنطنہ و طاقتِ بسیار غلط
رہنِ شاہی روشِ جُبہ و دستار غلط
رُعبِ طبل و علم و مسند و دربار غلط
قافلے ٹھیک ، مگر قافلہ سالار غلط
سارے کمزور ممالک میں یہ بیماری ہے
جس طرف دیکھئے شاہوں کی عمل داری ہے

۴۷

دل اسی تیرِ محبت سے ہے گھائل اپنا
خود ہی ہم اپنے ہیں کوئی نہیں قاتل اپنا
آپ ہی مثل ہیں ہم ، کون مماثل اپنا
کون ہے شاہ پرستی میں مقابل اپنا
کتنے اخبار لکھے کتنے جریدے لکھے
ہم نے شاہوں کی حکومت کے قصیدے لکھے

۴۸

سر سے عمامے دیئے بر سے قبائیں دی ہیں
غیر مشروط زمانے کی وفائیں دی ہیں
کتنی ماں بیٹیوں بہنوں کی ردائیں دی ہیں
پھر بھی شاہوں کی حکومت کو دُعائیں دی ہیں
خوب یہ اہلِ ستم مشقِ جفا کرتے رہے
اور ہم شومئی قسمت کا گلہ کرتے رہے

۴۹

فوجی آمر تھا تو جمہور کا راہی لکھا
بادشاہت تھی تو جمہور کی شاہی لکھا
بادشاہوں کے مصاحب کو سپاہی لکھا
ان کو ہر حال میں بس ظلِ الٰہی لکھا
یہ اولوالامر ہیں ہر حال میں وافی گویا
صرف قرآن ہے ان کے لیے کافی گویا

۵۰

سائلِ مسند و دربار ہی رکھنا ان کو
بادشاہت کا طرف دار ہی رکھنا ان کو
اس مصیبت میں گرفتار ہی رکھنا ان کو
یعنی بے یار و مددگار ہی رکھنا ان کو
آمریت کو سَروں سے نہ اُترنے دینا
دین کا اصل تشخص نہ اُبھرنے دینا

۵۱

ان کے افکار پہ شاہی کو مسلط رکھو
دستِ حاکم کی تباہی کو مسلط رکھو
ان جبینوں پہ سیاہی کو مسلط رکھو
وردیاں دے کے سپاہی کو مسلط رکھو
فکر کے دامنِ صد چاک کو سینے بھی نہ دے
وہ تسلط ہو کہ کمزور کو جینے بھی نہ دے

۵۲

طاقتِ جبر ہوئی جاتی ہے سب پر غالب
حکمرانی ہے عجم پر تو عرب پر غالب
بے سبب ہو گئی ہر ایک سبب پر غالب
بد نسب ہونے لگے نیک نسب پر غالب
ورنہ قرآن میں کچھ اور ہی افسانہ ہے
اکثریت ہے کہ جو عقل سے بیگانہ ہے

۵۳

جن کے اسلاف میں مروان ہوا کرتے ہیں
وہ تو ایسے ہی مسلمان ہوا کرتے ہیں
اُن کے پھر ویسے ہی اوسان ہوا کرتے ہیں
اور ہی زیست کے عنوان ہوا کرتے ہیں
سوچ کے مسئلے آسان کرادیتا ہے
نام خود ذات کی پہچان کرادیتا ہے

۵۴

عہدِ اسلام میں وہ شام کی پہلی شاہی
یعنی آغاز میں انجام کی پہلی شاہی
دین میں طاقتِ اصنام کی پہلی شاہی
ابوسفیان کے اسلام کی پہلی شاہی
نام اسلام کا لیتی ہے یہودی طاقت
یہ فریب آج بھی دیتی ہے سعودی طاقت

۵۵

اِسی شاہی سے ہیں وابستہ پناہیں ان کی
زعمِ کثرت نے بدل دی ہیں نگاہیں ان کی
سب کی راہوں سے جدا ہوتی ہیں راہیں ان کی
طاقت زر نے بنائی ہیں سپاہیں ان کی
ایک خاموش سی بیعت نظر آتی ہے یہاں
پھر وہی شام کی صورت نظر آتی ہے یہاں

۵۶

ناروا کو جو زمانے نے روا رکھا ہے
دستِ ناحق ہی میں ہر عہدِ وفا رکھا ہے
آج ہی پر نہیں موقوف سدا رکھا ہے
تم نے بیعت کو بھی اک کھیل بنا رکھا ہے
ہم حسینی ہیں یہاں ساتھ نہیں دے سکتے
ہر کسی ہاتھ میں ہم ہاتھ نہیں دے سکتے

۵۷

روزِ اوّل ہی سے انکار ہے بیعت سے ہمیں
آپ کے ذہن کی خود ساختہ جنّت سے ہمیں
سطوتِ شاہ سے، جابر کی حکومت سے ہمیں
پیرِ فرتوت کی دم توڑتی طاقت سے ہمیں
قصرِ طاغوت کی بنیاد ہلائی ہم نے
دشت میں خون کی دیوار اُٹھائی ہم نے

۵۸

ضُعف جیسا ہو ، جہاں ہو ، وہ بُرا ہوتا ہے
جو بھی در بند ہو ، طاقت ہی سے وا ہوتا ہے
کوئی تنہا ہو زمانے میں تو کیا ہوتا ہے
جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے ، خدا ہوتا ہے
دِل کو حاصل تھی جو مظلوم حُسینی طاقت
بن گئے وقت کی آقائے خمینی طاقت

۵۹

پانچواں حصّہ ہیں دنیا کی جو آبادی کا
اُن پہ ہر ڈھنگ روا ہے ستم ایجادی کا
ہر گھڑی ایک نیا نقشہ ہے بربادی کا
انتظار اس لیے رہتا ہے ہمیں ہادی کا
ایسے بدلے گا زمانے کا قرینہ جیسے
ساری دُنیا ہو محمدؐ کا مدینہ جیسے

۶۰

خوش خبر ، خوش نظر و خوش روش و خوش اقدام
توسَنِ وقت کی ہر وقت ہے ہاتھوں میں لگام
نصب ہیں انفس و آفاق میں طاقت کے خیام
اس کے ہے زیرِ اثر جو ہے زمانے کا امام
اُس کی مُٹھی میں ہے سب ارض وسما کی طاقت
جس کی طاقت میں جھلکتی ہے خُدا کی طاقت

۶۱

نفرتیں ڈوبیں گی ، اُبھرے گی محبت اک دن
افقِ وقت سے چھٹ جائے گی ظلمت اک دن
وقت خود دے گا صداقت کی شہادت اک دن
ختم ہوجائے گی خود ظلم کی طاقت اک دن
زلزلے آئیں گے یوں ظلم کے ایوانوں میں
گر کے بُت ٹوٹیں گے طاقت کے صنم خانوں میں

۶۲

بدرِ کامل کی ہے اک ، اک مہِ نَو کی طاقت
باد و باراں میں کہیں برق کی رَو کی طاقت
کرۂ آتشِ خورشید کی ضَو کی طاقت
دَرِ خیبر کو اُٹھالیتی ہے جَو کی طاقت
کچھ عجب جود و سخا کی ہیں روایات یہاں
روٹیاں عرش پہ قرآن کی آیات یہاں

۶۳

مطلعِ نظمِ سخن ، حُسنِ عقیدت ہیں بتولؑ
مسلک وَ مَعدنِ ایمان و شریعت ہیں بتولؑ
مُصحفِ عصمت و قرآنِ طہارت ہیں بتولؑ
مرکزِ دائرۂ اجرِ رسالت ہیں بتولؑ
نور ہیں ختمِ رُسُل ، نور کی تنویر ہیں یہ
سانس لیتی ہوئی قرآن کی تفسیر ہیں یہ

۶۴

دینِ اللہ کا ہے دین کی زینت ہیں بتولؑ
عورتوں کے لیے قندیلِ ہدایت ہیں بتولؑ
بہرِ تمثیلِ عمل دیں کی ضرورت ہیں بتولؑ
کوئی حجت نہیں ، بس ایک ہی حجت ہیں بتولؑ
سیّدہ ہیں یہی کونین کی مختار بتولؑ
سارے عالم کی خواتین کی سردار بتولؑ

۶۵

اپنی یکتائی میں اک مظہرِ وحدت ہیں بتولؑ
جس سے میزان ہے قائم وہ عدالت ہیں بتولؑ
نصِ معصوم سے اک جزوِ نبوت ہیں بتولؑ
خود امامت کی قسم نفسِ امامت ہیں بتولؑ
دین کی اصل ہیں ، قدرت کی مشیّت زہراؑ
عرصۂ حشر میں خاتونِ قیامت زہراؑ

۶۶

کون ہے ان کا پدر کس کی ہیں دختر دیکھو
کیسے ہیں ان کے پسر ، کون ہے شوہر دیکھو
خاص ان پر کرمِ خالقِ اکبر دیکھو
جس گھرانے میں یہ پیدا ہوئیں ، وہ گھر دیکھو
بات سچّی ہے تو کہنے میں کوئی باک نہیں
یہ نہ ہوں خلق میں تو پنج تنِ پاک نہیں

—— اصولِ دین

۶۷

خود بھی معصومہ ہیں، شوہر بھی ہیں ان کے معصوم
باپ ہیں ختم رُسُل، خلق کے پہلے معصوم
صرف بیٹے ہی نہیں بیٹوں کے بیٹے معصوم
چشم اِفلاک نے دیکھے نہیں ایسے معصوم
جن کے خادم ہیں فرشتے، یہ وہ مخدومہ ہیں
گیارہ معصوموں کی ماں ہیں یہ وہ معصومہ ہیں

۶۸

ماں یہ ایسی ہیں کہ آغوش میں پلتے ہیں امام
بیٹی ایسی کہ پیمبر حصّہ جسے کرتے ہیں سلام
ہیں بہو اس کی، جو ہے مُحسنِ دینِ اسلام
ان کے شوہر کی ولایت پہ ہوا دین تمام
نَسَب و اوجِ سعادت کا نشاں ہیں زہراؑ
بیٹے سردار ہیں، خاتونِ جناں ہیں زہراؑ

۶۹

جن سے باقی ہے صداقت، وہ صداقت یہ ہیں
جن سے پائی ہے فضیلت نے فضیلت یہ ہیں
جن سے اسلام ہے زندہ، وہ شہادت یہ ہیں
ہر کڑے وقت میں نُصرت کی ضمانت یہ ہیں
جو سخن ان کی فضیلت میں ادا ہوتے ہیں
پوچھ لو آیۂ تطہیر سے کیا ہوتے ہیں

۷۰

ان کی تسبیح پہ ہوتی ہیں عبادات تمام
ان کے گھر اُتری ہیں قرآن کی آیات تمام
ان کی نسبت ہی سے ممتاز ہیں سادات تمام
ختم انہیں پر ہوئیں خالق کی عنایات تمام
نفسِ معصوم نے سب نفسوں سے اولیٰ کہہ کے
ان کے والی کو ، ولی کردیا مولا کہہ کے

۷۱

اپنے بابا کی طرح رطل گِراں ہیں زہراؑ
زندہ اسلام ہے ، اسلام کی جاں ہیں زہراؑ
منزلِ عصمت و عفّت کا نشاں ہیں زہراؑ
بیٹیاں زینبؑ و کلثومؑ ہیں ، ماں ہیں زہراؑ
راہِ معبود میں عبّاسؑ کو اپنا کہہ کر
حق وفادار کا سمجھا دیا بیٹا کہہ کر

۷۲

سب ہی کا راحتِ جاں ، سب کا سہارا عبّاسؑ
جوئے خوں بار میں ایثار کا دھارا عبّاسؑ
زورِ طوفان و تلاطم میں کنارا عبّاسؑ
بنی ہاشم کا قمر ، آنکھ کا تارا عبّاسؑ
کوئی ایمان میں اس طرح مکمل تو نہیں
غیرِ معصوم میں ، عبّاس سے افضل تو نہیں

۷۳

مہرِ افلاکِ وفا ہے بنی ہاشم کا قمر
ہوگا طاقت میں بھلا کیا کوئی اس کا ہمسَر
دودھ کس ماں کا پیا، کس کو نہیں اس کی خبر
فاطمہ زہراؑ نے خود جس کو کہا اپنا پسر
جو تمنائے دلِ غالبِ ہر غالب ہے
یہ وہ دل بند علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے

۷۴

کیا لڑے گا کوئی اس پیاسے سپاہی کی طرح
ٹوٹ پڑتا ہے یہ دشمن پہ تباہی کی طرح
شیرِ شبیرؑ ہے، یہ شیرِ الٰہی کی طرح
اس کے دادا سے پڑی دین پناہی کی طرح
ہر زمانے میں اسی نسل کے نام آتے ہیں
جب بھی ہوتی ہے ضرورت یہی کام آتے ہیں

۷۵

اک سپاہی بھی ہے اور لشکرِ جرّار بھی ہے
یہ کبھی ڈھال بھی ہے اور کبھی تلوار بھی ہے
ورثۂ دارِ عَلَم، حیدرؑ کرّار بھی ہے
یہی شبیرؑ کے لشکر کا عَلَمدار بھی ہے
ایسا منصب کہیں دیکھا ہے کسی نام کے ساتھ
زیب دیتا ہے ''عَلَمدار'' اسی نام کے ساتھ

۷۶

کوئی عباسؑ سے بڑھ کر نہیں دنیا میں دلیر
اس کی ہیبت سے زبردست بھی ہوجاتے ہیں زیر
ہیں علیؑ شیر خدا کے تو علیؑ کا ہے یہ شیر
شاہ سے رن کی اجازت اسے ملنے کی ہے دیر
مشک کے پیچھے چھپی اپنی گذارش لے کر
مطمئن ہے وہ سکینہ کی سفارش لے کر

۷۷

لوحِ پیشانی پہ تحریر ہے عباسؑ کا حال
جوڑنا ہاتھوں کا کہتا ہے کہ جینا ہے وبال
دیدۂ نم کی فغاں ، اذن کا ملنا ہے محال
دل کا اصرار کہ شبیرؑ سے کیجے تو سوال
ہاتھ سے لختِ دلِ شاہِ مدینہ کے ملے
اذن عباسؑ کو صدقے میں سکینہؑ کے ملے

۷۸

مجھ پہ خالق کی ہوئی خاص عنایت آقا
کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت آقا
میری خلقت کا سبب آپ کی نُصرت آقا
اب تو مجھ کو بھی ملے رن کی اجازت آقا
اپنی نظروں میں سبک آپ ہوں ، شرمندہ ہوں
سب مِرے سامنے مارے گئے ، میں زندہ ہوں

۷۹

آپ اگر چاہیں تو مشکل مِری حل ہو مولا
کب سے بے چین ہوں، کچھ تو مجھے کل ہو مولا
کچھ تو اس جنگ میں میرا بھی عَمل ہو مولا
میں بھی جی جاؤں میسّر جو اجل ہو مولا
آپ سے رن کی اجازت نہ اگر پاؤں گا
کس طرح حشر میں منہ بابا کو دکھلاؤں گا

۸۰

بولے شہؑ اذنِ وغا دیتے ہیں، کچھ غم نہ کرو
تم کو مرنے کی رضا دیتے ہیں، کچھ غم نہ کرو
حل بھی مشکل کا بتادیتے ہیں، کچھ غم نہ کرو
ہم بھی بابا کو صدا دیتے ہیں، کچھ غم نہ کرو
جب کبھی تم سے بچھڑنے کا سوال آتا ہے
ہم کو بابا کی ریاضت کا خیال آتا ہے

۸۱

کس ریاضت کا صلہ ہو، یہ تمھیں کیا معلوم
کن نمازوں کی جزا ہو، یہ تمھیں کیا معلوم
کتنے سجدوں کی عطا ہو، یہ تمھیں کیا معلوم
کتنی راتوں کی دُعا ہو، یہ تمھیں کیا معلوم
ہم تو خود بیٹھے ہیں دُنیا سے گذرنے کے لیے
کس طرح بھیج دیں بھائی، تمھیں مرنے کے لیے

۸۲

یہی مرضی ہے تمہاری تو یہ نیزہ لے جاؤ
بچے پیاسے ہیں ، بہت نہر سے پانی لے آؤ
پسرِ ساقیِ کوثر ہو زمانے کو بتاؤ
جام بھربھر کے کئی روز کے پیاسوں کو پلاؤ
اے مرے قوتِ بازو ، مرے بھائی ، عبّاسؑ!
چھین لو جاکے لعینوں سے ترائی عبّاسؑ!

۸۳

دستِ شبیرؑ سے تلوار جو پائی ہوتی
اور ہی کچھ مرے غازی کی لڑائی ہوتی
اپنے بابا کی طرح تیغ چلائی ہوتی
لشکرِ شام میں ہر سمت دُھائی ہوتی
اَسَدُ اللہ کی طاقت کا قرینہ ہوتا
ساحلِ مرگ پہ باطل کا سفینہ ہوتا

۸۴

گرچہ بے تیغ تھا شبیرؑ کا بھائی رن میں
پھر بھی طاقت کی وہ تصویر دکھائی رن میں
فوج پسپا ہوئی ، دی سب نے دہائی رن میں
سب کو یاد آگئی حیدر کی لڑائی رن میں
خوف سے رنگ اُڑے جاتے تھے بدکاروں کے
قبضے ہاتھوں سے چُھٹے جاتے تھے تلواروں کے

۸۵

آج بھی مشک و علم دونوں بہم ہوتے ہیں
نذر سقّے کی یہی مشک و علم ہوتے ہیں
نام تاریخ میں ان کے ہی رقم ہوتے ہیں
ایسے کردار زمانے کا بھرم ہوتے ہیں
سالِک مَسلکِ تسلیم و رضا ہیں عبّاسؑ
حشر تک خسروِ اقلیمِ وفا ہیں عبّاسؑ

۸۶

کوئی منصب ہو نہ جاگیر، نہ دربار ملے
سرفروشی کے لیے جذبہ انصار ملے
جو کبھی کم نہ ہو، وہ دولتِ ایثار ملے
سایۂ پرچمِ عبّاسؑ عَلَم دار ملے
اس کے پرچم تَلے جو نسل جواں ہوتی ہے
جُرأت و ہمت و طاقت کا نشاں ہوتی ہے